

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فکر و نظر

مولانا عبد الستار خاں نیازی کا نظریہ انتشارِ ملت

جماعتِ اسلامی کی تحریکِ اتحادِ ملت پر مولانا عبد الستار خاں صاحب نیازی کو طویل غصّہ آیا ہے۔۔۔۔۔ آپ ”نوائے وقت“ کے ذریعے ۱۶ اگست کو جماعت پر یوں برسنا شروع ہوئے کہ پورا عالمِ اسلام اس کی لپیٹ میں آ گیا۔۔۔۔۔ بمشکل ۳۰ اگست کو جا کر ان کا غصّہ فرو ہوا!۔۔۔۔۔ ”اتحادِ بین المسلمین“ ایک متفق علیہ اور فوری توجہ کا مستحق موضوع کے عنوان سے نوائے وقت میں چھپنے والا آپ کا یہ مضمون پانچ اقساط پر مشتمل ہے۔ مضمون کی ابتداء ہی میں مولانا نیازی نے داعیانِ اتحاد سے یہ شکوہ کیا ہے کہ:

”اب جب اتحاد کے لیے تحریک اٹھ رہی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس مقصد کے لیے اتحاد؟ آئندہ انتخابات کے لیے یا قسماً اور مقصد کے لیے؟ جہاں تک انتخابات کے لیے اتحاد اور قسماً متفق علیہ بہت یا طبع نظر کا سوال ہے تو موجودہ تحریکِ اتحادِ ملت کے بعض داعی غیر جماعتی انتخابات کو ملک و ملت کے لیے تباہ کن اور حضرت رسال سمجھنے کے باوجود ”متارحِ قلیل“ کی اور ”نفعِ رذیل“ کی خاطر بہر طویر قبول کرنے پر آمادہ ہیں۔ اس طرح ابتدا ہی سے اتحاد کی بجائے افتراق سے بنیاد اٹھائی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ اس سے مقابل مولانا نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

”اتحادِ بین المسلمین کے لیے منزل مقصود اور ہدف بالکل واضح ہونا چاہئے۔ جمہوریت اور تحفظِ ختمِ نبوت ایسے مقاصد ہیں جن پر پہلے بھی امتِ محمدیہ کا اجماع ہو چکا ہے۔ اب بھی اجماع موجود ہے!“

گو یا مولانا نیازی کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اگر امت کو تحفظ ختم نبوت اور جمہوریت کی بحالی وغیرہ کے مسائل درپیش ہوں تو اتحاد کو گوارا کیا جاسکتا ہے، ورنہ امت کا انتشار میں مبتلا رہنا ہی بہتر ہے۔ بالفاظ دیگر اتحاد ایک وقتی ضرورت ہے، عام حالات میں اس کی کوئی خاص اہمیت نہیں:۔۔۔۔۔ حالانکہ قرآن مجید فرماتا ہے:

”وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۗ مِنَ الَّذِينَ فَرَسُوا دِينَهُمْ
وَكَانُوا يَشِيعَةً ۗ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۗ“

کہ ”مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ، یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹوٹے ٹوٹے کر ڈالا اور گروہوں میں بٹ گئے (چنانچہ) ہر گروہ جو کچھ اس کے پاس ہے، اسی پر نازاں ہے!“

لیکن مولانا نے اتحاد کو تحفظ ختم نبوت اور جمہوریت سے مشروط کر کے رکھ دیا ہے؛ پھر جہاں تک تحفظ ختم نبوت کا تعلق ہے تو یہ واقعی ایک عظیم مقصد ہے، لیکن جمہوریت کے لیے اتحاد والی بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔۔۔۔۔ سینتیس سال سے ملک کے طول و عرض میں جمہوریت کے نعرے سنائی دے رہے ہیں، لیکن آج تک اس کی صورت دیکھنے کو آنکھیں ترس گئی ہیں۔۔۔۔۔ پاکستان میں شریعت کی عملداری سینتیس سال کے اس طویل عرصہ میں ممکن نہ ہو سکی تو اس کی وجہ عرض اور محض جمہوریت پر آپ کا اجماع ہے۔۔۔۔۔ جمہوریت پر اس اجماع کی بدولت ملک ٹوٹ گیا، پھر یہ اجماع نہ ٹوٹا۔۔۔۔۔ بیشمار سیاسی گروہ صرف اس جمہوریت کی خاطر وجود میں آئے، بھائی بھائی سے کٹ گیا، مسلمان نے مسلمان کے خون سے ہولی کھیلی۔۔۔۔۔ ماضی قریب کے قومی اتحاد کو، حتیٰ کہ تحریک نظام مصطفیٰ کے مقاصد کو بھی جمہوریت کا یہ عفریت نکل گیا، تو ستارے اسی جمہوریت کی خاطر آسمان سیاست پر نمودار ہوتے اور جمہوریت ہی کی پاداش میں عوام کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے، تا آنکہ مطلع بالکل ہی صاف ہو گیا۔ اس سے قبل ایک ایسا دور بھی آیا جسے جمہوری دور کا نام دیا گیا، لیکن جس کے سامنے مارشل لا بھی نہ صرف ”الامان والحفیظ“ پکار اٹھا، بلکہ اس کی بنا پر جو لاتی، کے بعد سم نے مارشل لا پر خود جمہوریوں کا اجماع ہوتے دیکھا ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ بات مولانا نیازی کی سمجھ میں نہ آسکی کہ انتشارِ ملت کی جڑ تو یہی جمہوریت ہے، جس کی خاطر

اتحاد کے لیے امت کے اجماع کی خوشخبری سنائی جا رہی ہے۔ پس مولانا مختصر الفاظ میں اسے "انتشار کے لیے اتحاد" کا نام دیجئے اور جماعت اسلامی کو معاف فرما دیجئے کہ اس بیچاری نے انتخابات ہی کے لیے اتحاد کا نعہ بلند کیا ہے جو جمہوریت کی بحالی کی لویہ سنانے والے ہیں۔ اور یوں جماعت اسلامی پر پہلے ہی حملے میں مولانا نیازی اپنی بی جھونک میں چاروں شانے چت نظر آتے ہیں۔ اس لیے کہ آپ کے اپنے مضمون میں بھی:

"ابتداء ہی سے اتحاد کے بجائے افتراق سے بنیاد اٹھائی جا رہی ہے!"

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو!

مولانا نیازی یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مضمون میں اتحاد کو ایک مستقل ذمہ داری قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں:

"تمام داعیان اتحاد ملت بشمول راقم الحروف کا فرض ہے کہ اپنی تمام تر جماعتی اور فرقہ وارانہ وفاداریوں کو ثانوی درجہ دے کر صرف زار و نزار لخت لخت اور پڑے پڑے ملت کے اتحاد کو مقدم رکھنا ہوگا۔ یہ ایک مستقل ذمہ داری ہے!"

پھر ان نیک خواہشات کے اظہار کے معابعد "راقم الحروف" (مولانا) نے یہ فرض یوں ادا فرمایا ہے:

"الیکشن کی خاطر اتحاد اتحاد کا نعہ لگانا، صلح کل بن کر ووٹ بٹونے کی خاطر مخالفین کو فرقہ پرست کہہ دینا اور خود ان تمام اختلافات سے بالاترین جانے کا موقف اختیار کرنا عباد اللہ بن ابی جلیسے رئیس المنافعتین سے بڑھ کر منافقت اور دنیا پرستی ہے۔ موجودہ حالات میں الیکشنی جنگ کے پہلو انوں کو صاف نظر آ رہا ہے کہ ایک طرف یا رسول اللہ کا نعہ ہوگا، صلوة و سلام کے رُوح پرور نظار سے ہوں گے اور مخالف میلاد کی پاکیزہ رونقیں ہوں گی۔ تمام گستاخان رسول، منکرین اولیاء و

صلواتے امت کے سابقہ گھناؤنے اعمال اور ناشائستہ کردار کا محاسبہ کیا جاتے گا دہرا خطا این جا است کے مصداق ہم جاہ پرستی کے کوڑھ اور دنیا داری کے سگ مردار کو دل کے چاہ عمیق سے باہر نکالنا چاہتے ہیں!

— مولانا، یہ اتحاد بین المسلمین ایسے متفق علیہ اور فوری توہم کے مستحق موضوع " کی دعوت ہے یا کھلی جنگ کا اعلان؟ — اور کس جرم میں؟ — آپ بھی الیکشن کی خاطر اتحاد کے قائل ہیں اور آپ کے مخاطبین بھی، فرق صرف جماعتی اور غیر جماعتی الیکشن کا ہے۔ — پھر اس قدر غصہ کیوں؟ — اور دعویٰ یہ کہ:

"تفاضلے وقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان فقہی اختلافات اور اعتقادی تعبیرات پر منازعت و مشاجرت کے بجائے صلح و مصاکت اور عفو و درگزر سے کام لیا جائے۔ نادان کو سمجھایا جائے اور دانا کو خطرناک نتائج کا سوال دے کر مائل بہ اتحاد کیا جائے؟"

— پس جس مقصد کی خاطر آپ فقہی اختلافات اور اعتقادی تعبیرات تک کو قربان کر دینے پر آمادہ ہیں، اسی مقصد کی خاطر جماعتی الیکشن کی بھی قربانی کر ڈالیے اور غیر جماعتی الیکشن پر راضی ہو جائیے۔ — کیا آپ کے نزدیک الیکشن کی اہمیت اعتقادات وغیرہ سے بھی بڑھ کر ہے؟ — لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ یہ بھی چاہتے ہیں کہ "جاہ پرستی کے کوڑھ اور دنیا داری کے سگ مردار کو دل کے چاہ عمیق سے باہر نکال پھینکیں۔" تو پھر اس کو نکال باہر کیوں نہیں کرتے؟ اور پھر "مقررہ فقہی تعداد کے مطابق ڈول بھی کھینچنے بلکہ تاکہ دل کا یہ چاہ عمیق پاک صاف ہو جائے اور روز روز کی اس سیاسی دھماچو بھڑکی سے قوم کو نجات بھی مل جائے!

اوپر ہم نے مولانا نیازی کے چند جملے بطور نمونہ نقل کیے ہیں، ورنہ اس سے قبل مکمل ساڑھے تین کالموں میں صرف پاکستان ہی نہیں، بیرون ملک بلکہ پورے عالم اسلام پر بھی وہ رہ رہ کر حملہ آور ہوتے ہیں۔ — کہ "مخز الایمان پر عرب ممالک میں پابندی کیوں لگی؟ اسلام آباد کی ۵۵ بزمہ جبر سے انہیں کیوں محروم کیا گیا؟ صلوة و سلام کی مجالس پر دست عقوبت کیوں دراز ہوا؟ اوقاف کا انتظام کیوں ان کے سپرد نہ

کیا گیا؛ اہل سنت کو بدعتی کیوں کہا گیا؟ — وغیرہ وغیرہ! — حالانکہ یہ ”اہل سنت“ خود بھی اس سلسلہ میں کسی رُورعات کے قائل نہیں ہیں — مخالف فرقوں کی مساجد پر غنڈہ گردی کے ذریعے قبضہ ان کا آتے دن کا وطیرہ ہے — بادشاہی مسجد کا ساتھ تو ابھی گل کی بات ہے — اماں حرم کی اقتدار میں نماز جمعہ ادا کرنے والوں کو نمازیں دوہرانے کا مشورہ انہی بریلوی علماء نے دیا کہ ”یہ امام نجدی و بابی ہیں، لہذا ان کی اقتدار میں نماز نہیں ہوتی“ — حالانکہ حرمین کی نسبت سے ان لوگوں کا احترام و عقیدت امت مسلمہ کے دلوں میں ظاہر و باہر ہے — یہی بات بدعتی وغیرہ وغیرہ بھننے کی، تو ابھی ہم نے آپ کی عبارت اوپر نقل کی ہے، دیکھتے، کیا کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی زبان ہے؟ — کیا ”اتحاد بین المسلمین“، ”صلح و مصالحت“ اور ”عفو و درگزر“ کے یہی تقاضے ہیں؟ — آپ نے اپنے مضمون میں ”اہل سنت و جماعت البریلوی“ کے عقائد گنوائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مختاریت، توسل، تصرفات، حاضر و ناظر، قیام فی المیلاد، نذرو نیاز اور آپ کے عالم الغیب ہونے کو لازم دین میں شمار کیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بھی فرمایا ہے کہ آپ کی امت کے ۳ فرقوں میں سے ایک فرقہ جو ”مَا آنَا عَلَيْهِ وَآصْحَابِي“ کا مصداق ہوگا، وہی ناجی ہوگا — اس سے آپ نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اتباع صحابہ، تعالیٰ صحابہ اور اجماع صحابہ شریعت اسلامی کے لیے ضروری ہے! — اب قطع نظر اس سے کہ آپ کے مذکورہ بالا عقائد کو ”مَا آنَا عَلَيْهِ وَآصْحَابِي“ سے کیا نسبت ہے؟ آپ نے اپنے یہ عقائد گنوانے سے قبل ”ایک فرقے کے عقائد“ اور — ”ایک دوسرے فرقے کے عقائد“ کے ذیلی عنادین سے وہ تمام باتیں اور الزامات قطع و برید کے ساتھ، ان کو ان کے سیاق و سباق سے الگ کر کے بیکارگی ”نوائے وقت“ ایسے کثیر الاشاعت اخبار میں شائع کر دیے ہیں، جن کو اس سے قبل آپ کے ”علمائے منبروں، سیٹھوں پر اکثر و بیشتر تاہم الگ الگ اور محدود اجتماعات میں“

لے ”دلہا لریقہ“ جس پر میں (رسول اللہ) اور میرے صحابہ ہیں!“

ذکر کر کے امت مسلمہ میں انتشار و افتراق کا ایک مستقل بیج بوسے اور — "وَاسْتَرُوا
التَّجْوِي الَّذِينَ ظَلَمُوا هَذَا الْبَشَرُ فَمَنْكُمْ أَتَأْمُونَ السَّحَرَةَ وَأَنْتُمْ
تُبْصِرُونَ" پلمہ کے مصداق اپنے مریدوں کو سالین کتاب و سنت سے متنفر کرنے
کا ناپاک فریضہ سرانجام دے چکے ہیں۔ — ہم از کم آپ اپنے اس مضمون میں تو
یہ ہوائیاں نہ چھوڑتے، خصوصاً جبکہ آپ اس کے آخر میں اتحاد و اتفاق کی تجاویز اور
فارمولے بیان کرنے والے تھے۔ ویسے بھی علم غیب، حاضر ناظر وغیرہ کے یہ تمام مباحث
علمائے توحید و سنت کا چبایا ہوا نوالہ ہیں، آپ ایسے نایاب عالم دین کی طرف سے کئی
انکشافات نہیں۔ — اس وقت آپ کے پیش نظر "فوری توجہ کا مستحق موضوع" اتحاد تھا۔ —
جماعت اسلامی سے آپ کو یہ شکوہ تھا کہ "انہوں نے اتحاد کو مضبوط و مستحکم بنیادوں پر
قائم کرنے کی بجائے محض نعرہ بازی پر اکتفا کی ہے" — لہذا آپ براہ راست
مطلب کی بات کرتے اور وہ تجاویز و نکات پیش فرماتے جو آپ کے نزدیک
اتحاد کی مستحکم بنیادیں بن سکتے تھے۔ — لیکن جس طرح کہ آپ نے اپنے اتحادی
فارمولے بیان کرنے سے قبل "انتشار ملت" کا فریضہ سرانجام دینے میں کوئی دقیقہ
نہیں اٹھا رکھا، بالکل اسی طرح یہ فارمولے بیان کرنے کے بعد بھی، مضمون کے
بالکل آخر میں، آپ اہل حدیث کی مبارک نسبت رکھنے والوں کو "وہابیہ نجدیہ" جیسے
خطابات دے کر شرارت سے باز نہیں آتے۔
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بسند قبدا دیکھ!

مولانا نیازی نے اپنے مضمون میں مختلف مقامات پر اتحاد کے لیے تجاویز

۱۔ "اور ظالم لوگ سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ (پیغمبر) تو تمہاری مثل بشر ہے (لہذا رسول نہیں
ہو سکتا) تو کیا تم دیدہ و دانستہ اس کے جادو کا شکار ہوئے جاتے ہو؟" — آپ کے مخاطبین
اولین کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ بشر رسول نہیں ہو سکتا یا رسول بشر نہیں ہوتا۔ — لہذا اس کی باتیں مت سنو!
قرآن مجید نے اس عقیدہ کی "هَلْ كُنْتُمْ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا" کے الفاظ ذکر کر کے سختی سے تردید
فرمائی!

پیش فرمائی ہیں۔ ہم انہیں کیجا ذکر کرتے ہیں:

۱- ”تمام علماء و مفسرین، دین کی خدمت اور اہل اسلام کے عالمی اتحاد کی خاطر مذاکرہ و مفاہمت کے بعد قرآن مجید کے صرف ایک ترجمہ پر جمع ہو جائیں۔ تعصب و عناد کو مسترد کرتے ہوئے تفسیر بالرائے کے بجائے قرآن کی تفسیر و مفہوم خود قرآن سے اخذ کریں۔ نیز اس کے ساتھ ساتھ احادیث صحیحہ، تعالٰیٰ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور فقہ سلف صحابین کو سامنے رکھا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح روئے زمین پر بائبل (عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید) کا صرف ایک ہی انگریزی ترجمہ موجود ہے، اسی طرح قرآن مجید کا بھی ایک معیاری ترجمہ مرتب کر کے دنیا کی تمام زبانوں میں شائع کیا جائے!“

۲- ”حکومت کے زیر اہتمام نیشنل اسمبلی ہال میں فریقین کے معتمد و جید علماء علمی تحقیقی انداز میں تجویزوں کے سامنے اپنا اپنا نقطہ نگاہ پیش کریں اور کتاب و سنت کو معیار حق مانتے ہوئے تنازعہ فیہ تمام امور کا فیصلہ ہو جائے۔ اگر صلوٰۃ و سلام کتاب و سنت کی روشنی میں جائز بلکہ فرض ہے تو بلا تخصیص عقیدہ و مسلک ہر مسجد میں اس کی اجازت ہو!“

۳- ”کتاب و سنت کے علاوہ فقہ کو بھی اساس حجت میں شامل کیا جائے۔“

۴- اتحادِ ملت کے چار نکات“ (جن کا ذکر ان پر تبصرہ کے ضمن میں آجائیکا)

_____ اصل صورت حال یوں معلوم ہوتی ہے کہ جماعت اسلامی کی اتحادِ ملت

کی تحریک سے متعلق پڑھسن کر مولانا نیازی اندیشہ ہائے دور و دراز میں مبتلا ہو گئے۔

پھر شدید غصہ کے عالم میں انہیں یہ ہوش بھی نہ رہا کہ وہ کس سے مخاطب ہیں؟

یہی وجہ ہے کہ رضا خانی ٹولہ کو چھوڑ کر باقی سب کے متعلق جو کچھ منہ میں آیا ہتھ

چلے گئے۔ لیکن اس طرح چونکہ یہ الزام عائد ہوتا تھا کہ مولانا نیازی اتحاد کی

مخالفت کر کے انتشار کو ہوا دے رہے ہیں، لہذا خیر و برکت کے طور پر اتحاد کے

لیے پھر نکات تجویز کرنا بھی ضروری خیال فرمایا۔ ورنہ بوجھلا ہٹ اور انتشار ذہنی کے

عنائے تجاویز و نکات بھی ہیں۔ انہیں کون یہ بتلانے کہ قرآنی الفاظ کا سیدھا سادھا

ترجمہ انتشار و اختلاف کا باعث نہیں بنتا، بلکہ انتشار و افتراق، ترجمہ میں گھپلا کرنے اور قرآنی الفاظ کی من مانی تعبیر سے پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر انہوں نے ایک متفقہ ترجمہ القرآن کے مرتب کرنے کی تجویز پیش فرمائی ہے تو یہ دراصل ”چور کی داڑھی میں تنکا“ والی بات ہے۔ کیونکہ جس ترجمہ القرآن (کنز الایمان) کی دوسرے تراجم قرآنی پر فضیلت ثابت کرنے میں انہوں نے اپنے اس مضمون میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے، یہی وہ واحد ترجمہ القرآن ہے جس میں اپنے مزعومہ عقائد کو ثابت کرنے کے لیے تحریفیات کا سہارا لیا گیا ہے، اور اسی لیے عرب ممالک میں اس پر پابندی لگی، جس پر مولانا نیازی چورخ پا ہیں؛ — دعویٰ کی دلیل میں ہم یہاں صرف ایک مثال پر اکتفاء کریں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت کے ثبوت میں قرآن مجید کی یہ آیت اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے:

”قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ — الْآیة:“

جس کا سیدھا سا صحیح ترجمہ یوں ہے کہ:

”(اے نبی!)، تمہے دیکھتے، سوائے اس کچھ نہیں، میں بشر ہوں مثل تمہاری؛

لیکن مولانا احمد رضا خاں صاحب اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں کہ:

”تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں!“ (کنز الایمان - الکلیف:)

— اب اگر مولانا نیازی سے پوچھا جاتے کہ ”ظاہر صورت“ اس آیت کے

کون سے الفاظ کا ترجمہ ہے؛ اور تفسیر بالرائے کے بجائے قرآن کی تفسیر و مفہوم خود قرآن

سے اخذ کرنے نیز احادیث صحیحہ اور فقہ سلف صالحین کو (اس ترجمہ میں کہاں تک)

ملحوظ رکھا گیا ہے؟“ تو جواب ندارد! — تاہم اگر دیگر رضا خانی ملاؤں کے علاوہ

خود مولانا نیازی بھی اس بنا پر ”سُوْرَةٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰهِ“ (العیاض بامتداد) کے قائل

ہیں، تو ظاہر ہے امت مسلمہ میں نور بشر کے مباحث کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ

شروع ہو جاتے گا (بلکہ شروع ہے) جس کا نتیجہ سو فیصد فرقہ بندی ہے —

اس کے باوجود اگر مولانا نیازی سے پوچھا جاتے کہ آپ کی نظر میں وہ کون سا

ترجمہ القرآن ہے جو سب فرقوں کے درمیان متفقہ کہلانے کا حق دار ہو سکتا ہے؛

تو اغلب گمان یہی ہے کہ جو ابابوہ ”کنز الایمان“ کا نام لیں گے۔ کیونکہ اپنے مضمون

میں اس کی فضیلت ثابت کرنے سے ان کا مقصود یہی ہے۔ اور عجب نہیں کہ اس ترجمہ کی بدولت فرقہ بندی کے رد میں وہ یہ دلیل بھی پیش فرمادیں کہ اس ترجمہ میں "منکرین بشریت رسول" اور "قاتلین بشریت رسول" دونوں کے اطمینان کے سامان موجود ہیں۔ چنانچہ "ظاہر صورت بشری" کے الفاظ "منکرین بشریت" کے کام آئیں گے اور "میں تم جیسا ہوں" کے الفاظ "قاتلین بشریت" کو ٹھنڈا ٹھنڈا کر دیں گے۔ اور اس طرح اتحاد بھی ہو جاتے گا اور اتحاد کے مرکزی تصور کا موضوع بھی شہ نہ رہے گا! — بایں ہمہ، مولانا نیازی سے یہ پوچھنا باقی ہے کہ "رُوتے زمین پر بائبل کا اگر صرف ایک ہی ترجمہ موجود ہے، تو اس بنا پر عیسائیت کے مختلف فرقوں کا کیا واقعی خاتمہ ہو چکا ہے؟ — پھر یہ وسیلہ دھونڈنے کی ضرورت؟

ہاں مولانا نیازی کی یہ بات درست ہے کہ "حکومت کے زیر اہتمام نیشنل اسمبلی ہال میں فریقین کے معتمد و جید علماء علمی تحقیقی انداز میں حجوں کے سامنے اپنا اپنا نقطہ نگاہ پیش کریں اور کتاب و سنت کو معیارِ حق مانتے ہوئے متنازعہ فیہ تمام امور کا فیصلہ ہو جائے!"

لیکن افسوس، مولانا نیازی کو خود ہی اس پر اطمینان نہ ہوا اور کتاب و سنت کا نام لے کر صحیح نتیجہ تک پہنچنے کے باوجود وہ امت مسلمہ کو دھوکا دینے سے باز نہ آتے۔ چنانچہ اس کے بعد لکھ دیا کہ:

"اگر صلوة و سلام کتاب و سنت کی روشنی میں جائز بلکہ فرض ہے تو بلا تخصیص عقیدہ و مسلک ہر مسجد میں اس کی اجازت ہو!"

مولانا کی اس مختصر سی عبارت میں ابلہ فریبی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ یہ الفاظ لکھ کر انہوں نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ رضا خانیوں کے علاوہ باقی تمام مسلمان صلوة و سلام کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ تمام مسلمان پانچوں وقت کی نماز میں "التحیات" کے بعد رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام بھیجتے ہیں اور سلام کے بعد "اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰبْرَاهِيْمَ — اللّٰهُمَّ" بھی پڑھتے ہیں، جو کتاب و سنت، جسے آپ نے معیارِ حق تسلیم کیا ہے، کے عین مطابق ہے۔ لہذا صلوة و سلام کا

کوئی بھی مسلمان انکاری نہیں ہے۔ ہاں ہمیں آپ کے من گھڑت صلوة و سلام اور بصورتِ قیام، ہاتھ باندھے ہوتے، گلا پھاڑ پھاڑ کر اور رگیں پھٹلا پھٹلا کر اس کے انداز ”سب پڑھو....!“ سے شدید اختلاف ہے۔ کیونکہ جس کتاب و سنت کی روشنی میں آپ متنازعہ فیہ تمام امور کا فیصلہ کرنے پر آمادہ ہیں، اس میں نہ آپ کا یہ صلوة و سلام ملتا ہے، نہ پڑھنے کا یہ انداز! — تو پھر آپ اس خانہ ساز صلوة و سلام کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے؛ تاکہ اپنے ہی لکھے پر آپ کی طرف سے کچھ ہی اخلاص کا ثبوت ہمیں مل جائے! — لیکن اگر آپ بلا تخصیص عقیدہ و مسلک ہر مسجد میں اسی صلوة و سلام کے اسی انداز میں پڑھنے کی اجازت چاہتے ہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کتاب و سنت کا نام لینے اور اسے حکم ماننے کے باوجود اپنے اسے حکم تسلیم نہیں کیا۔ — پھر چونکہ عقیدہ و مسلک کی اصل بنیاد کتاب و سنت ہیں، لہذا آپ نے ”بلا تخصیص عقیدہ و مسلک“ کے الفاظ ذکر کر کے لفظاً اور کتاب و سنت کی عملاً مخالفت کر کے معنایاً بھی اس کا انکار کر دیا ہے!

— اسی پر بس نہیں، بلکہ آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ:

”کتاب و سنت کے علاوہ فقہ کو بھی اس اس حجت میں شامل کیا جائے!“

— اور اس طرح آپ نے واضح الفاظ میں ”کتاب و سنت پر اپنے عدم طینان کا اظہار کر دیا ہے۔ — ہم از ہم مولانا نیازی ایسے عالم دین سے ہمیں اس کی توقع نہ تھی کہ وہ فقہ کو بھی اس اس حجت تسلیم کرنے کا نعرہ لگاتے۔ — فقہ تو حجتی ہیں اور اگر یہ سب اس اس حجت ہیں، تو پوچھا جاسکتا ہے کہ پھر آپ شافعی، مالکی، حنبلی فقہ کے مخالفت کیوں ہیں؟ — یہ فقہ حنفی کی تخصیص کیوں اور صرف حنفی کہلانا کیوں پسند فرماتے ہیں؟ — پھر تو سبھی امام اعظم ہوتے، آپ صرف ایک کو امام اعظم کیوں مانتے ہیں؟ — اس اس حجت تو شریعت ہے، لیکن اگر فقہ بھی اس اس حجت میں شامل ہو تو کیا آپ باقی فقہوں کو چھوڑ کر شریعت کے دائرہ سے باہر نکل گئے ہیں یا ”أَفْتَوْا مَنْوَنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضِ“ پر عمل پیرا ہیں کیا آپ کو یہ بھی علم نہیں کہ خود آپ کے اپنے امام اعظم بھی، دوسری فقہیں تو سچا، اپنی فقہ کو بھی اس اس حجت نہیں سمجھتے؟ — چنانچہ آپ کا مشہور مقولہ

ہے کہ :

”إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَرُومًا مَذْهَبِي“

کہ ”جب صحیح حدیث مل جاتے تو وہی میرا مذہب ہے!“

— اور اگر آپ فقہ حنفی کے علاوہ کسی دیگر فقہ کے بھی قائل ہیں تو امام مالک

کا یہ ارشاد بھی سن لیجئے :

”مَا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَوْلُهُ مَقْبُولٌ وَمَرْدُودٌ عَلَيْهِ إِلَّا صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ“

کہ ”ہر شخص کی بات قبول بھی کی جاسکتی ہے اور رد بھی کی جاسکتی ہے، مگر اس صاحب قبر (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کی بات (قبول ہی کی جاتے گی، رد نہیں کی جاسکتی)“

— لیکن آپ کو تو انتشارِ ملت کا فریضہ سرا انجام دینے کے باوجود

”اتحاد بین المسلمین اور اس کے مرکزی تصور“ کا بھرم قائم رکھنا تھا۔ چنانچہ یہ نہ سوچا کہ فقہ کو اساسِ حجت میں شامل کرنے کا نعرہ بلند کر کے پھر سے انتشارِ ملت کا پٹارہ اپنے ہاتھوں کھول بیٹھے ہیں۔ محترم، یہ فقہ کو اساسِ حجت میں شامل کر کے اسے شریعت کا درجہ دے دینا ہی تو فرقہ بندی کی جڑ ہے، آپ اسی میں سے پھوٹنے والے پودے کو اپنے خونِ پسینہ سے سینچتے بھی ہیں۔ تناور بنا کر جوان کرتے ہیں اور توقع یہ رکھتے ہیں کہ یہ نہ صرف برگ و بار نہیں لاتے گا بلکہ فرقہ بندی اور انتشار کی بجائے یکجہتی اور اتحاد کے پکے پکاتے پھل آپ کی جھولی میں گرائے گا۔ افسوس، آپ نے غنمی قلا بازیاں کھائیں، لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ — پہلے قرآن کے ایک متفقہ ترجمہ کی تجویز پیش کی اور اس کے لیے بائبل (عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید) کا وسیلہ اختیار کیا، ساتھ ہی ترجمہ کے لیے احادیث صحیحہ اور تعامل صحابہ کی قید لگائی، لیکن متفقہ ترجمہ کا مستحق ہونے کے لیے ایک ایسے ترجمہ کی فضیلت بیان فرمائی جو جا بجا احادیث صحیحہ اور تعامل صحابہ سے ہٹا ہوا ہے۔ پھر کتاب و سنت کی طرف متوجہ ہوتے، لیکن فرقہ وارانہ رنگِ حمیت چھپڑکی تو

درو و سلام کا روایتی انداز زیاد آگیا۔۔۔ پھر سوچا کہ کتاب و سنت کو حکم ماننے سے بات بنتی نظر نہیں آتی، کہ فقہ سے دستبردار ہونا پڑے گا، تو فقہ کو بھی شریعت تسلیم کرنے کا پتہ پھینکا۔۔۔ لیکن جب اس طرح بھی بازی پٹے دیکھی، کیونکہ تمام فقہوں پر ایمان لانا مشکل تھا، تو اپنے مضمون کے آخر میں ”اتحاد ملت کے چار نکات“ بیان فرماتے ہوئے پہلے نکتے میں ”شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شیخ عقیق عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیزؒ کے عقائد و نظریات کی روشنی میں اپنے تمام ملناز عقیقہ امور کو حل کرنے“ کا مشورہ دیا۔۔۔ اور لطف کی بات یہ کہ۔۔۔ لکھ کہ بریلوی اور دیوبندی کو تو امام اعظم ابوحنیفہؒ کی غیر مشروط تقلید کا مردہ سنایا۔ لیکن اہلحدیث کو کتاب و سنت اور اصحاب رسولؐ کی اتباع کا مشورہ دیا۔۔۔ اب ظاہر ہے کتاب و سنت کی اتباع اور امام اعظمؒ کی غیر مشروط تقلید کو آپس میں کوئی نسبت نہ تھی، علاوہ ازیں یہ سوال کیا جاسکتا تھا کہ بات تو شاہ ولی اللہ دہلوی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اور شاہ عبدالعزیزؒ کے عقائد و نظریات کی ہو رہی تھی، پھر لطف کی بات، میں بریلوی، دیوبندی کو امام اعظمؒ کی غیر مشروط تقلید اور اہلحدیث کو کتاب و سنت کی اتباع کی خود بخبری کی کوئی ٹینک کہاں تھی؟۔۔۔ نیز یہ بھی ثابت کرنا پڑتا کہ کیا مذکورہ حضرات بھی امام اعظمؒ کے، آپ ہی کی طرح غیر مشروط مقلد تھے؟۔۔۔ قارئین کوام، ظاہر ہے یہ کوئی اتحادی فارمولا کہلانے کی بجائے تماشہ کہلانے کا زیادہ حقدار ہے اور انتشار ذہنی کی بدترین مثال!۔۔۔ لہذا انتشار کے ان تمام شگافوں پر بڑی صفائی سے ”اتحاد بین المسلمین“ کا روغن یوں پھیرا کہ:

”ان اکابر سے لے کر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمارا مرکزِ اطاعت ایک ہے!“

ص جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے!

۔۔۔ اب صورتِ حال کچھ یوں بنتی ہے کہ ان اکابر (شاہ ولی اللہ وغیرہ) کے نظریات اپنی جگہ اٹکے ہوئے مولانا نیازی کا منہ تک رہے ہیں، دیوبندی اور بریلوی امام اعظمؒ کی غیر مشروط تقلید کر رہے ہیں اور اہلحدیث حضرات کتاب و سنت

کی اتباع میں مشغول ہیں۔ اور اتحاد بین المسلمین کا مرکزی تصور، الگ نکل کر تاج چلا

جاتا ہے۔ پھر بھی مرکز اطاعت ایک ہے

جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی!

دیکھیے، محس خوبی سے مولانا نیازی نے اختلاف امت کی تمام گتھیاں

سلجھا کر رکھ دی ہیں۔ نظر اس سے کہ اس فقرہ کا مفہوم ہماری سمجھ میں

نہیں آیا!

”ان اکابر سے لے کر حضور پر پور لی اللہ علیہ وسلم تک ہمارا مرکز اطاعت

ایک ہے!“

کیا ہی بہتر ہو کہ مولانا نیازی اسی انداز بیان میں قرآن مجید کا ایک

متفقہ ترجمہ ترتیب دے ڈالیں تاکہ ”اتحاد بین المسلمین“ ہو جاتے۔ اور

پچھ نہ سمجھے خدا کوئی!

ظاہر ہے جب کوئی، کچھ سمجھے گا ہی نہیں تو اختلاف کی جرات کسے

ہوگی؟

قارئین مرام شاید مطمئن ہو گئے ہوں گے کہ مولانا نیازی کے نزدیک

”اتحاد بین المسلمین“ واقع ہو چکا۔ لیکن جب مولانا نیازی خود مطمئن نہیں

ہوتے تو قارئین کو یہ حق کیسے دے سکتے ہیں؟ چنانچہ مولانا نیازی کو یہ

خوشہ لاجت ہے کہ ممکن ہے، پہلے نکتہ میں مذکور اکابر کے عقائد و نظریات میں ان

کے معروف عقائد کو تحفظ نہ ملے (اور تحفظ مل بھی نہیں سکتا، بشریت کے مسئلہ پر ہی

کباڑہ ہو جاتے گا) لہذا دوسرے نکتہ میں آپ، حاجی امداد اللہ صاحب جری، چشتی

صابری کی رسالت پر ایمان لاتے ہوتے ان کی تصنیف ”فیصلہ ہفت مسئلہ“

کو حکم بنانے کا اعلان فرماتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ قرآن مجید نے یہ

مقام صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیا ہے، محس چشتی صابری کو نہیں۔

سچی کہ اب حضرات موسیٰ و علیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کو بھی نہیں!۔ علاوہ ازیں

قرآن مجید نے آپ کو حکم نہ ماننے والے کے ایمان کو ہی ناقص قرار دیا ہے:

”فَلَا وَرَيْكَ لَا يَكْفُرُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكُمْ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا

يَجِدُوا لِيَ الْاَنْفُسِ مَحْرَجًا مَتَا قَضَيْتَ وَ لِيَسْلَمُوا سَلِيمًا؛

” (اے نبی!) تیرے رب کی قسم، یہ اس وقت تک مومن نہیں بن سکتے جب تک اپنے جھگڑوں میں آپ کو حکم تسلیم کر لیں، نیز جو فیصلہ آپ فرمائیں یہ اپنے دل میں اس پر کچھ تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر تسلیم خم کر دیں!“

لیکن ہر جاتیوں کا کیا ہے؟ — کھاتے رسول اللہ کے نام کا ہیں اور حکم کھی اور کو تسلیم کرتے ہیں — سچ ہے، جن لوگوں نے خدا کا رزق بھاکر اس کے شریک بنانے سے گریز نہ کیا، وہ رسول اللہ کی شرم کیوں ملحوظ رکھیں گے؟ — مولانا انصاف فرمائیے، اگر آپ نے کھی ایسے چشتی صابری کو حکم تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا ہے جس کے بارے میں اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری، تو آپ دیگر تمام لوگوں سے یہ حق کیسے چھین سکتے ہیں کہ وہ اپنے الگ الگ حکم بنالیں؟ — ”اتحاد بین المسلمین“ کا فریضہ ضرور سرانجام دیں، لیکن خدا کو سمجھانے والی باتیں نہ کریں کہ قرآن مجید میں ”اِتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وُرُهْبَانًا ثُمَّ اَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ“ کیوں وارد ہوا؟ — بیچارے یہود و نصاریٰ بھی تو اپنے رہبان و اجبار کو حکم ہی تسلیم کرتے تھے کہ ان کا حلال کیا ہو احلال، اور حرام کیا ہو حرام سمجھ لیتے تھے، پھر ان پر عتاب کس لیے؟ — اندریں حالات سوچتے، اتحاد کا مرکزی تصور کیا ہوا جبکہ آپ نے پوری ملت کو مخالفت سمتوں میں ہر ممکنہ تیزی سے دوڑانا شروع کر دیا ہے؟ — کیا ”وَ اَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا“ کا یہی مفہوم ہے؟

— اور مولانا مودودیؒ کا کیا تصور تھا؟ کہ انہوں نے تو آپ کے بقول ”ہر شخص کو (صرف) شریعت کی تعبیر میں کھلا چھوڑ کر ذاتی تفقہ و اجتہاد کی روشنی میں اعمال اسلامی کی اجازت مرحمت فرماتی ہے!“ — لیکن آپ نے تو تفسیر چھوڑ خود شریعت کو مذاق بنا کر رکھ دیا ہے! — چنانچہ تیسرے نکتہ میں آپ نے علمائے دیوبند پر نظر روم فرماتے ہوئے ”المتنہ“ میں درج شدہ فیصلوں کو اختلافی مسائل میں نافذ العمل“ کر دیا ہے — اور اس ”عقائد نامہ کو بھی حکم

تسلیم کرنے کے علاوہ ان کو یہ مشورہ دیا ہے کہ ”پبلک پلیٹ فارم سے اپنے مخالفین کے خلاف طعن و تشنیع سے مکمل اجتناب کریں۔“ تاکہ اگر آپ نے ان کے اکابر پر، اپنے اسی مضمون میں کھیچڑا چھالا ہے تو وہ اس مضمون کا جواب بھی نہ لکھیں، مبادا ان الزامات کی صفائی دینے میں وہ کامیاب ہو جائیں جن کے ذریعے آپ نے امت مسلمہ کے مابین اتحاد کے نام پر انتشار کا ناخوشگوار فریضہ سرانجام دیا ہے! — اور اتحادِ ملت کے چوتھے نکتہ میں تو مولانا نے ایک انگریزی آیت

”*LIVE AND LET OTHERS LIVE*“ کا حوالہ دیکر

جہاں اس مقولہ کے خالق کو گویا حکم تسلیم کر لیا ہے وہاں ہر شخص کو جملہ پابندیوں اور مذکورہ بالا تمام ”حکموں“ سے بھی بے نیاز کر کے رکھ دیا ہے کہ جس کی مرضی میں جو آئے، کرے! کوئی پوچھنے والا نہیں! — مولانا کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

”*LIVE AND LET OTHERS LIVE*“ انگریزی محاورہ کے

اصول پر اگر کوئی مسلمان سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہے تو اسے پڑھنے دیں اور جو خاموشی سے بیٹھ کر پڑھ رہے تو اسے مجبور نہ کیا جاتے کہ وہ کھڑا ہو کر بلند آواز سے ضرور پڑھے۔ تمام مسلمان نماز میں ”السلام علیک ایہا النبی“ پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتے ہیں تو نماز کے بعد بھی اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے!

— واللہ! اس انگریزی محاورے نے تو مجال دکھا بھی دیا — سچ ہے، اس کے

بغیر انتشارِ ملت کا یہ فارمولا مکمل بھی نہ ہو سکتا تھا — تعجب ہے کہ قرآن مجید

میں ”*لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ*“ کا نعرہ کیوں لگا؛ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

”*live and let others live*“ کے محاورہ کو گول گول کر کے مشرقِ بین الملہ

کی منت سماجت کے باوجود ”لا“ کی تلوار سے ان کے تمام معبودانِ باطلہ کے سر

کیوں کاٹ پھینکے تھے؟

— اور انگریزی کے علاوہ اردو میں بھی جو کچھ مولانا نے بیان فرمایا، وہ بھی

ایک کلیہ ہی ہے کہ دین کے نام پر جو چاہو کرو، کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں! —

مزید کرم انہوں نے یہ کیا ہے کہ تمام مسلمانوں کے نزدیک صلوٰۃ و سلام کا جواز ہونا تسلیم

کر لیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ اڑنکا پٹخنی بھی دی ہے کہ دیگر مسلمان تو ایک چھوڑ سینکڑوں "حکم" تسلیم کر کے ان کے پابند ہو جائیں تاکہ "اتحاد بین المسلمین" کے تقاضے پورے ہو جائیں، لیکن خود انہیں یہ اجازت ضرور مرحمت فرمائی جاتے کہ وہ نماز کے بعد ٹھہرے ہو کر بلند آواز سے درود پڑھ لیا کریں!

— آہ! اتنے جھیلوں کے بعد بھی ع

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا!

— اب اس بلند آواز کا سا درود پڑھنے پر جو شور مچے گا تو اتحاد بین المسلمین کی پوری بازی ہی چوٹ ہو کر رہ جائے گی!

قارئین کرام، یہ ہے وہ چار نکاتی فارمولا، جس کے متعلق مولانا نیازی نے دعویٰ کیا ہے کہ سینکڑوں لوگوں نے اس کی تائید فرمائی ہے۔ مولانا جتے ہیں تو ہم بھی مان لیتے ہیں کہ ضرور تائید فرمائی ہوگی۔ تاہم مزید ہمیں یہ کہنے کی بھی اجازت دیں کہ یہ فارمولا "اتحاد بین المسلمین" کے نقطہ نظر سے تو انتہائی نامعقول ہے، البتہ "انتشار بین المسلمین" کے نقطہ نظر سے اسی قدر معقول بھی! — جیسا کہ ہم نے اس پر تبصرہ کر کے اہل فکر و نظر کو اس پر غور کرنے کی دعوت دی ہے — اور آخر میں ہم مولانا سے بھی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اتحاد بین المسلمین کا مرکزی تصور اور فارمولا صرف اور صرف یہ ہے کہ:

"تَرَكْتُ فِيكُمْ امْرَئَيْنَ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِرِجْمَتِكَ اللهُ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ"

یہ فارمولا اس ہستی نے پیش کیا تھا، جس کی کوئی بات بھی غلط نہیں ہو سکتی، خواہ ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے! — مزید یہ کہ اس فارمولا پر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، ائمہ کرام (رحمہم اللہ) حتیٰ کہ خود آپ کے اپنے امام اعظم کے دستخط بھی موجود ہیں کہ:

"اِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَمَنْ مَدَّ يَدَيْهِ"

کہ "جب صحیح حدیث مل جاتے تو یہی میرا مذہب ہے!"

لہذا آپ کو اتحادی فارمولے تلاش کرنے کے لیے اتنے جھیلوں میں پڑنے